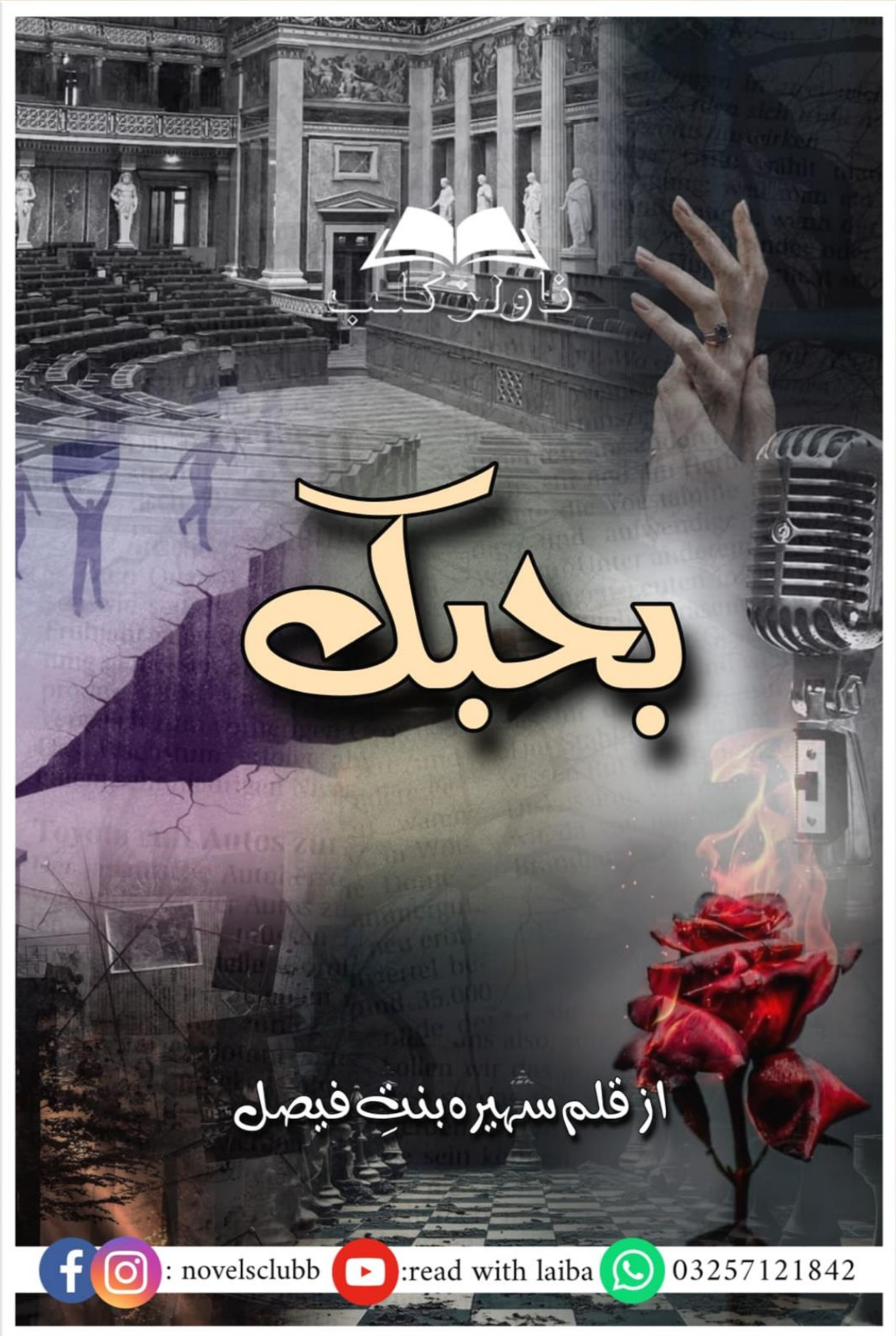
ناولز کلب
بحبک
از قلم سہیرہ بنتِ فیصل
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

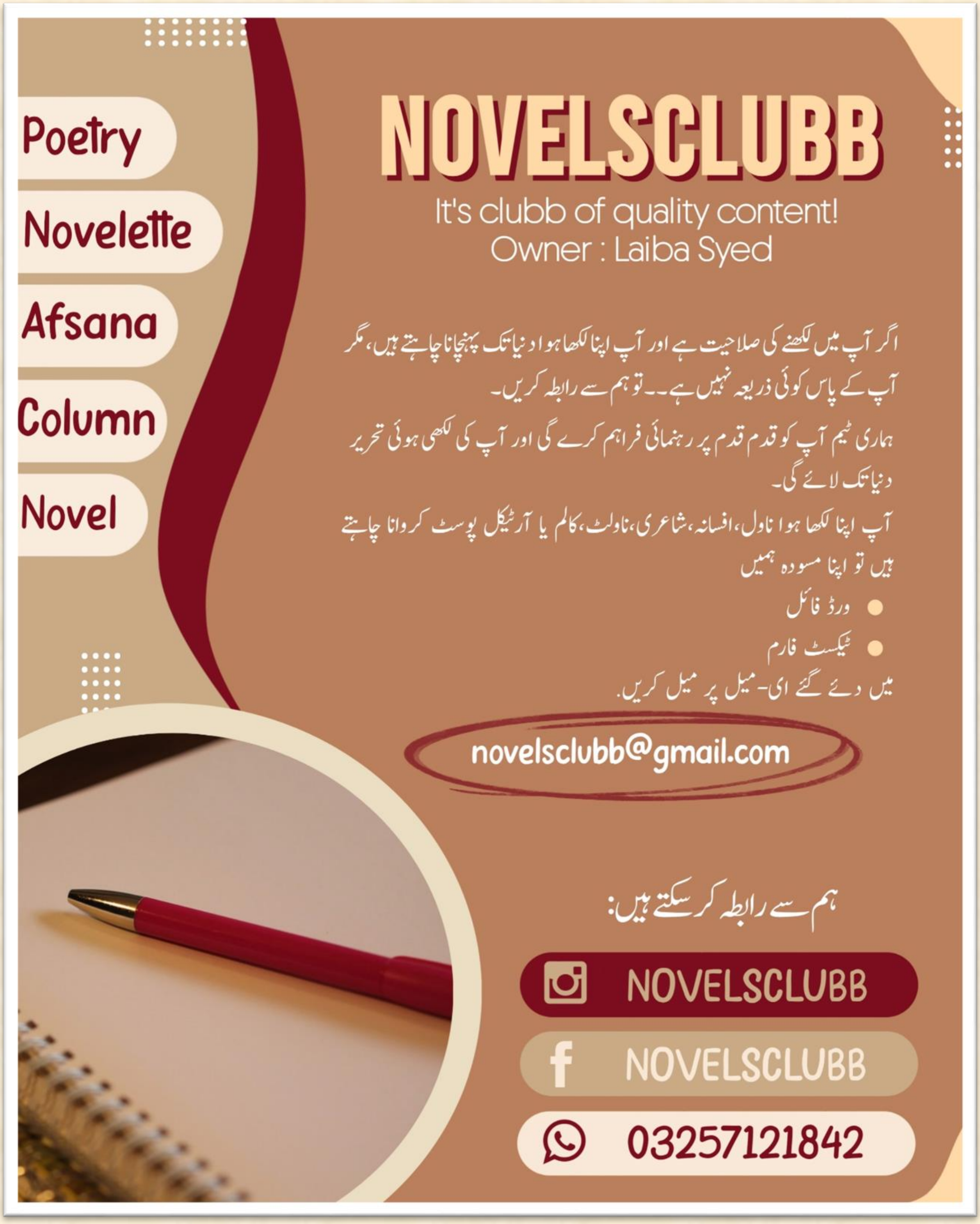
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

بجبک

از قلم

سہیرہ بنتِ افضل

Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

یہ کہانی ان تمام مجاہدین کے نام جو کسی نا کسی طریقے سے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کوشاں ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"15 سال ہونے کو آئیں ہیں اور کتنا انتظار کرو گئی۔"

اگر تم مجھے اس دنیا میں نا بھی ملی تو کوئی بات نہیں میں روز محشر تمہیں اللہ سے مانگ")

لوں گا بس تم اس روز کا انتظار کرنا") کسی کی شوخ محبت سے بھری آواز کانوں میں گونجی.

جب تک فرشتہ سے روبرو ملاقات نہیں ہو جاتی"۔"

اس نے انتہائی عام سے انداز میں کہا لیکن مقابل نے دھل کر اس کا چہرہ دیکھا۔

یا اللہ! تمہارہ دماغ خراب ہے۔ تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو؟ جانتی ہو نا میرا تمہارے سوا"

"کوئی نہیں۔

یافا نے ترنم سے سو سو کرتی ہوئی اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی

کون تھا جینین کا یافا کے بغیر ابھی دو مہینے پہلے کی تو بات تھی جب ایک ایر سٹرائیک کے نتیجے میں ان کا پوراخاندان شہید ہو گیا۔جینین تو ویسے ہی سب کی لاڈلی تھی کتنی مشکل سے سمبھلی تھی وہ۔ کتنے دن تو وہ خواب میں اپنے بھائی کی بغیر سر کے لاش دیکھ کر تڑپتی رہی تھی۔اس سب میں اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔یافا کے دکھوں میں کم سے کم جینین کا کوئی حصہ نہیں ہونا چاہئے تھا نہیں ہر گز نہیں۔

"اچھا کچھ نہیں کہتی رو تو نہیں۔"

یافا نے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس کا سر سہلانے لگی۔کچھ دیر دونوں سکون سے ایسے ہی بیٹھی رہیں۔اپنی اپنی سوچوں میں غرق تڑپتے دل کی فریاد سنتیں ہوئ۔ایک زور دار آواز دونوں کو ہوش کی دنیا میں لائی۔یہ آواز فائٹر جٹ کی تھی۔جینین نے تڑپ کر یافا کو کندھوں سے تھام لیا اور اونچا اونچا چیخنا شروع ہو گئی۔"یارب یارب مدد یارب مدد"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی آواز میں اس قدر درد تھا خوف تھا تکلیف تھی کہ یافا کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

۔"relax شش کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے"

تم اسے ٹھیک کہتی ہو میں مر رہی ہوں یافا لیکن مر بھی نہیں پا رہی۔یافا یہ کیسی زندگی" ہے ان بمبز سے پہلے یہ خوف مجھے مار ڈالے گا۔ آخر کوئی ہماری مدد کو کیوں نہیں آتا کیا ان کو ہماری تکلیف ہماری مشکل نظر نہیں آتی۔ کیا فائدہ ان 5 ملین مسلمانوں کا کیا فائدہ ان ایٹمی ہتھیاروں کا۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔لیکن یافا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔وہ تو خود بے بس تھی۔

ایسے نہیں کہتے ہمارے ساتھ اللہ ہے اس سے مانگو۔"یافا جب بولی تو لہجا اندر کی حالت" کے برعکس مضبوط تھا۔جلینین نے اپنے آنسو پونچھے

ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔دیکھنا میں روز نجات عرفات میں کھڑی ہو کر اللہ کو بتاؤں" گی۔تم دیکھنا میں ان سب کا بتاؤں گی"۔وہ انگلی

اٹھا کر تیز تیز بولنے لگی۔ یافا اس کی حرکتیں دیکھ کر ہنس دی۔ اپنے بدلے کا سوچ کر وہ ان جٹس کو بھی بھول گئی تھی جو کہ اب دور جا چکے تھے۔ "چلو کیمپ چلیں۔ وہ دونوں اٹھ گئی اور کیمپ کی طرف چل دیں شام ہلکی ہلکی ڈھلنا شروع ہو گئی تھی۔

احمد صاحب کا خاندان غزہ میں مقیم تھا۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں یافا سب سے بڑی تھی اور اس وقت 38 سال کی تھی اس سے چھوٹے تین بھائی تھے پھر تھی جینین سارے گھر کی لاڈلی اور سب سے شرارتی بچہ جو اس وقت 20 سال کی تھی لیکن دو مہینے پہلے ہوئے حادثے نے سب بدل کر رکھ دیا۔ اسرائیلی فوج کی جانب سے ہوئے ایک فضائی حملے کے نتیجے میں ان کا پورا خاندان خالق حقیقی سے جا ملا یافا پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھی۔ اس کا شوہر کریم 15 سال پہلے اسرائیلی درندوں کے ہاتھ لگ گیا تھا وہ زندہ تھا یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی۔

بس ہر روز اسی جگہ پر اس کا انتظار کرتی تھی جہاں وہ اس سے بچھڑا تھا۔

Lahore (Pakistan)

یہ منظر ہے لاہور پاکستان کی ایک مشہور یونیورسٹی کا جہاں اس وقت آڈیٹوریم طلبہ سے بھرا ہوا تھا اور سب روسٹرم پو کھڑی لڑکی کی جانب متوجہ تھے جو کہہ رہی تھی

ہم پر جہاد فرض ہے لیکن ہم اس کا حق ادا نہیں کر رہے سوچیں جب روز محشر ہمارا رب" ہم سے پوچھے گا کہ میرے بندے مشکل میں تھے تم کہاں تھے ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم یہ کہیں گے کہ ہم ورلڈ کپ میں بزی تھے یا ہم یہ کہیں گے کہ ہم اولمپکس میں بزی تھے نہیں نہیں ہم یہ کہیں گے کہ میری پڑھائی بہت مشکل تھی اسائنمنٹ کویز میں اس سب میں بزی تھا۔ کیا یہ جواب کافی ہو گا؟ کیا اس کے بعد بچت ہو جائے گی؟ کیا اللہ اتنا بڑا گناہ بخش دیں گے؟ ذرا سوچیں اگر ہمارے خون کے رشتے اس مصیبت

میں ہوتے تو کیا تب بھی ہماری زندگی اتنی آرام سے گزر رہی ہوتی؟ذرا ایک سیکنڈ کے لیے سوچیں آپ کی بہن کی عصمت دری ہو کیا آپ رات کو اتنے ہی آرام سے سو پائیں گے؟ آپ کو آپ کے بھائی کی کٹی پٹی لاش ملے کیا آپ سکون سے اپنے آپ میں مگن رہیں گے؟ نہیں رہیں گے نا کیونکہ رہا ہی نہیں جا سکتا تو پھر ہم مسلمان اتنا کیسے گر گئے؟یاد کریں پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام امت کو ایک جسم قرار دیا جب آپ کے جسم کا ایک حصہ اتنی تکلیف میں ہے تو آپ کیسے سکون میں ہیں؟ کیا ہماری غیرت شرم اللہ کا خوف سب مر گیا ہے؟"

اس لڑکی کا جوش اپنے عروج پر تھا سب لوگ دم سادھے اسے سن رہے تھے اس نے پانی کی بوتل لبوں سے لگائی ان چند منٹوں میں ہر طرف خاموشی تھی لوگ اس کے بولنے کے منتظر تھے اسنے پھر کہنا شروع کیا

اب آتے ہیں آج کے سیمینار کی دوسری طرف ہم"

جہاد کیسے کریں کیونکہ نا تو ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں کہ ہم وہاں جا کر جنگ لڑ سکیں اور نا ہی ہم اتنے ٹرینڈ ہیں؟ جواب بہت آسان ہے جہاد کی اور بھی قسمیں ہیں جیسے کہ جہاد بل مال اور جہاد بل قلم۔ ضروری نہیں ہیں کہ آپ ہزاروں لاکھوں دیں آپ کے سو روپے بھی کسی کے لیے زندگی ہیں چلیں سونا صحیح آپ دس روپے تو دے سکتے ہیں نا۔ لیکن دیکھ کر ایسے او تھنٹک اداروں کو دیں جو ان کا حق ان تک پہنچائیں نا کہ غضب کر جائیں ان آرگنائزیشن میں الخدمت فاونڈیشن اور خاموشی نہ رہو پیش پیش ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ کو اللہ نے لکھنے کی صلاحیت سے نوازا ہے تو اسے کسی اچھے مقصد کے لیے استعمال کریں۔ لکھیں اپنے رب کی رضا کے لیے اور لوگوں کی روح کو جھنجھوڑیں. کیا پتہ کسی کا دل آپ کے لفظوں کی وجہ سے اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے اور آپ کو رب کی رضا مل جائے۔ سب سے اہم کام جو ہم سب نے کرنا ہی کرنا ہے وہ ہے

بائیکاٹ اس پر no compromise۔

That's All for today

thank you for your precious time any questions."

یہ کہہ کر اس نے پورے حال میں نظر دہرائی۔ کافی طلبہ نے ہاتھ کھڑے کئے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ حجاب میں لپٹے اس معصوم چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے سب سے آگے بیٹھے لڑکے کو بولنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے کہا ہم نے بائیکاٹ کرنا ہی کرنا ہے کافی لوگ بائیکاٹ نہیں کرتے اور وہ سب چیزیں ویسے ہی چلتی ہیں تو صرف میرے اکیلے کرنے سے کیا ہو گا؟ اکیلا انسان تو تنہا ہوتا ہے وہ کیا کر سکتا ہے؟"

"سب سے پہلی بات اکیلا انسان اگر حق پر ہو تو کبھی تنہا نہیں ہوتا اللہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے سب سے بڑی مثال پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے وہ تنہا تھے جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آج ان کی امت میں 8 کروڑ سے

زائد مسلمان ہیں۔ اور آپ کی دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ ہم نے بائیکاٹ اپنے لیے کرنا ہے کیا پتہ ہمارے اس چھوٹے سے عمل سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ پھر اس کا کوئی آوٹ پٹ دنیا میں ہوتا ہے یا نہیں یہ اہم نہیں ہے"۔

"next please ".

ساری ساشل سائٹ تو یہودیوں کی ہیں جب ان کو کوئٹ نہیں کر رہے ہم جہاں سے ان "

سے کیا ہو جائے گا"۔ lays کی زیادہ آمدنی ہوتی ہے پھر بیس روپے کی

اب کہ سوال ایک لڑکی کی جانب سے تھا

اس سوال پر ایک جاندار مسکراہٹ نے نمل کے چہرے کو چھوا۔

شیطان نے اللہ سے کہا تھا میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہر جانب سے آؤں گا اور وہ کیسے "

اپنی بات نباہ رہا ہے۔ خیر محترمہ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ساشل سائٹ ہمیں دنیا کا ہے۔ بے lays سے کنکٹ کرتی ہیں ہمارے پاس اس کا آلٹرنیٹ نہیں ہے جب کہ شک ان سائٹ سے

یہودیوں کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے لیکن ہم اسی کو ان کے خلاف بھی تو استعمال کر سکتے ہیں نا بلکل اسی طرح جس طرح وہ ہم مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ انھیں کی سائٹ پر ان کے خلاف مہم چلائیں ان کو اس قدر ڈیمیج کر دیں کہ یہ مجبور ہو جائیں اپنے قدم واپس لینے کے لئے"۔

I think it's enough for today rest of the questions will be answered in the next session. Thank you.

یہ کہہ کر نمل اپنی دوستوں کو اشارہ کرتی باہر تک آ گئ تھی۔ نمل فاطمہ 7 سمسٹر بی ایس پولیٹیکل سائنس کی ایک جوشیلی طالبہ تھی۔ جو پورے جوش و خروش سے فلسطین کی مہم کو لیڈ کر رہی تھی۔

Rafah (Palestine)

باہر اس وقت مکمل خاموشی تھی۔ تقریبا آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی فجر کا وقت قریب

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

تھا۔ایسے میں یافا اور جینین کے کیمپ کی طرف چلیں تو جینین سو رہی تھی جبکہ یافا ایک کونے میں بیٹھی تھی ہاتھ میں ایک گھڑی موجود تھی جو کہ کریم کی تھی اسے وہ وقت یاد آیا جب کریم نے یہ گھڑی اسے تھمائی تھی۔("یہ لو"۔وہ دونوں اس وقت سمندر کنارے بیٹھے تھے سورج طلوع ہوئے کچھ ہی وقت ہوا تھا۔ابھی 9 گھنٹے پہلے تو ان کا نکاح ہوا تھا۔کریم کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا جبکہ یافا کچھ شرمائی شرمائی سی تھی۔"یہ تو تمہاری ہے مجھے کیوں دے رہے ہو؟"

یافا نے گھڑی کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

تم بھی تو میری ہی ہو"۔"

کریم کے اظہار پر یافا کا دل ایک دم سے دھڑکا۔گال بلش کر گئے لیکن کریم اس کی جانب متوجہ نہیں تھا وہ اپنی بات مکمل کر رہا تھا۔

میں جانتا ہوں ہم الگ ہو جائیں گے ایسے میں تمہارے پاس میری کوئی تو چیز ہونی چاہئے جس سے تم مجھے یاد رکھو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اچھا تو گھڑی ہی کیوں؟"

کیونکہ محبت کرنے والوں کے لئے ہجر بہت طویل ہوا کرتا ہے۔ ان کے لیے ایک" ایک پل ایک صدی کے برابر ہوتا ہے۔ ہے تو بہت فضول سی بات لیکن میں چاہتا ہوں "اسے دیکھ کر تم حوصلہ رکھو کے ابھی اتنا وقت نہیں گزرا۔

یافا کو کریم کی باتوں سے ڈر لگ رہا تھا وہ جانتی تھی کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے جدائی ان کا مقدر ہے لیکن دل تو ان باتوں کو نہیں مانتا ناوہ تو چاہتا ہے بس جو چاہتا ہے۔) یہ سب باتیں ایک دفعہ پھر سے دوہراتے یافا زاروقطار رو دی۔ " کریم خدارا واپس آجاو یہ جدائی سہا نے روح ہے اور برداشت نہیں ہوتا مجھ سے کریم میرے کریم"۔

سارا دن مختلف چیزوں میں خود کو مصروف رکھنے کے باوجود پچھلے 15 سالوں سے اس کی راتیں ایسے ہی کٹا کرتیں تھیں۔ جب تکلیف حد سے بڑھ گئی تو وہ اٹھی اور تہجد کی نیت سے وضو کرنے چل دی۔ نماز ادا کر کے وہ بے مقصد

بیٹھی تھی دعا مانگی ہی نہیں جا رہی تھی۔ جو مانگنے کی دل خواہش کرتا تھا وہ مانگنا نہیں چاہتی تھی اور جو مانگنا چاہتی تھی وہ مانگ نہیں پا رہی تھی۔ کتنی دیر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی جب فجر کی آذان کی آواز گونجی۔ یہ آواز قریب ہی موجود ایک کیمپ سے آرہی تھی یہاں زندگی بہت مشکل تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ زندگی تو تھی ہی نہیں بس سانس پوری کرنے کے لئے ایک بہانا تھا۔ آذان کی آواز سے جینین بھی آٹھ گئی۔ جینین کی نظر سیدھا سامنے بیٹھی ہوئی یافا پر گئ۔ وہ چلتی ہوئی اس تک آگئی۔

"یافا تم پھر نہیں سوئی نا"

"بس نیند نہیں آئی خیر چھوڑو آٹھو فجر گزر رہی ہے پڑھ لو"

یہ کہتے ہی یافا اٹھنے لگی لیکن جینین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"اوہ یافا میری خوبصورت بہن تم نے اپنی ان خوبصورت آنکھوں کا کیا حال کر لیا ہے"

("ان آنکھوں کو نم نا کیا کرو بجبک ان میں پورا کا پورا کریم آفندی بستا ہے")

جینین کی بات پر کسی کا محبت سے کہا جملہ کانوں میں گونجا اور ضبط ایک دفعہ پھر چھلک پڑا۔ آیک آنسو دغا دے کر آنکھ سے پھسلا اور بس ہوئ شروعات۔ اس کی بعد آنسوؤں کا کبھی نا بند ہونے والا ریلا بہا۔ جینین نے اسے رونے دیا آخر وہ بھی انسان تھی کب تک برداشت کرتی۔ لیکن شاید جینین یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ آنسو پچھلے پندرہ سال سے اسی رفتار سے بہہ رہے ہیں۔ یہ آنکھیں کریم آفندی کے ہجر میں ایسے ہی سسک رہی ہیں لیکن کب تک؟ آخر جب وہ رو رو کر تھک گئ تب جینین کی آواز آئ جو کہہ رہی تھی۔

یافا تم دوسرا نکاح کر لو"۔"

جینین کی بات پر یافا کو ایسا لگا جیسے کسی نے پگلا ہوا سیسا اس کے کان میں انڈیل دیا ہو۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر جینین کو دیکھا جو اسی سکون سے یافا کے ہاتھ تھامے بیٹھی

تھی۔یافانے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہیے لیکن جینین نے اور مضبوطی سے تھام لئے اور کہنے لگی۔

مجھے ایسے نہیں دیکھو میں صحیح کہہ رہی ہوں اتنے سال ہو گئے ہیں اب تک تو کریم "

"بھائی کی لاش

زندہ ہے وہ آئ سمجھ۔یافا احمد اس ہوا میں سانس لے رہی ہے اس کا مطلب ہے کریم "

"آفندی بھی اسی ہوا میں سانس لے رہا ہے۔

جینین کی بات کو یافا کی دھاڑ نے کاٹا

اور آیندہ میں یہ بکواس تمہارے منہ سے نا سنو جینین ورنہ سمجھ جانا تمہاری بہن بھی اس "

:حادثے میں مر گئی تھی

یافا کی بات پر جینین نے تڑپ کر یافا کو دیکھا وہ کبھی بھی جینین کے ساتھ اتنی تلخ نہیں ہوئ پر آج شاید بات حد سے گزر گئ تھی۔جینین نے یافا سے بات کرنے کے لئے منہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھولا لیکن تب تک یافا نماز شروع کر چکی تھی وہ بھی اپنے آنسو صاف کرتی اٹھی اور وضو کرنے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چل دی۔

----

lahore (Pakistan)

نمل فاطمہ مکمل برقعے میں ملبوس تیز تیز سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی فون کان سے لگایا ہوا تھا جہاں دوسری طرف موجود ثمن کہہ رہی تھی

"نمل ڈین یونی میں پروٹسٹ کرنے کی پرمیشن نہیں دے رہے"

"اس بات کا مطلب ثمن"

"مطلب یہ کہ ہم ان کی پرمیشن کے بغیر تو پروٹسٹ نہیں کر سکتے نا"

اتنی دیر میں نمل ڈائنگ ٹیبل تک پہنچ گئی۔ سر کے اشارے سے اپنے والدین کو سلام کیا اور دوبارہ کال کی جانب متوجہ ہوئی۔

ثمن تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ ان کی پرمیشن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔یہ لوگ تو" ہیں ہی غلام میں خود دیکھ لوں گی ان سب کو تم ایک کام کرو علی وغیرہ کے ساتھ مل کر بینرز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نکالو روٹ کلیر کرواو میں بس پہنچ رہی ہوں خدا حافظ "۔

یہ کہتے ہی نمل اٹھنے لگی جب اس کی ماما جان نے ہاتھ پکڑ لیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"mama I am getting late please let me go "

ماما جان کے دوبارہ اشارہ کرنے پر وہ منہ بناتی دوبارہ بیٹھ گئ۔ اس سب کے دوران بابا جان خاموشی تماشائی کا کردار ادا کرتے ہوئے دونوں ماں بیٹی کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

" بیٹے اتنا ضروری دن ہے ایسے بھوکے نہیں جاتے چلو شاباش یہ سلائس لو"

ماما کی بات پر نمل چپ چاپ کھانا شروع ہو گئ لیکن تیور بگڑے ہوئے تھے۔

" نمل بچے کیا مسئلہ ہے اپنے بابا جان کو بتاؤ"

بابا جان نے محبت سے پوچھا۔

باباجانی آج کالج میں فلسطین کے حق میں پروٹسٹ تھا لیکن ڈین بیچ میں فضول مسائل "

" کھڑے کر رہے ہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹے انھیں کیا ایشو ہے"

پیسا باباجان پیسا اگر یہ لوگ کھل کر بولیں گے تو جو بھیک امریکہ اور دوسرے یورپی"

ممالک سے آتی ہے وہ کون دے گا ان کا کاروبار تو ٹھپ ہو جائے گا نا پھر مسلمان کی جان کی

"کونسی بڑی بات ہے ایک مرے گا تو دوسرا آجائے گا۔

نمل فاطمہ نے تنفر سے سر جھٹکا

میں تنگ آ گئ ہو ان لوگوں کی حرکتوں سے اب تو افسوس بھی نہیں ہوتا۔ کس قدر"

سخت ہیں ان لوگوں کے دل چھوٹے بچوں کی لاشیں دیکھ کر بھی ان کا کلیجہ منہ کو نہیں آتا۔

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے باباجان؟

آخر میں اس کی آواز میں محسوس کی جانے والی تکلیف تھی۔ باباجان نے پانی کا گلاس اس

کی جانب بڑھایا اور پینے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر تک جب وہ ٹھنڈی ہو گئی تو بولنا شروع کیا۔

نمل بچے دیکھو اس دنیا میں تمہیں ہر طرح کے لوگ ملیں گے۔ دیکھو جس طرح"

اسرائیل کی فوج کے حمایتی ہیں تو دوسری جانب فلسطین

کے مجاہد اور لبنان ایران اور سیریا جیسے ممالک ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حق بھی سامنے ہیں اور باطل بھی اب یہ تمہارا فیصلہ ہے کہ تم کس طرف رخ کرتی ہو۔ اور رہے وہ لوگ جو تمہاری راہ میں رکاوٹ حائل کرتے ہیں تو یاد رکھو اللہ قرآن میں کیا فرماتے ہیں تم کہو گے کہ ہم ایمان لائے تو کیا تم آزمائے نہیں جاو گے "بس سمجھ جاو یہ تمہاراا امتحان" ہے اور رہی بات تمہارے ڈین کی تو تم کرو جو کرنا ہے ایم این اے کی بیٹی ہو میں دیکھ لوں گا باقی"۔

باباجانی کی باتیں سن کر نمل فاطمہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اس نے جھک کر عقیدت سے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

"جزاک اللہ خیر باباجانی ہر چیز کے لیے میں چلتی ہوں اب اللہ حافظ"

یہ کہتے ہی اس نے دوڑ لگادی ماماجان پیچھے ارے ارے ہی کرتیں رہ گئ۔ جبکہ باباجان ہنس دیے۔

مجھے ڈر لگتا ہے اس کے لیے میری اکلوتی بیٹی"

"کن راہوں کی مسافر بن گئ ہے

بیگم پریشان ہونے کی بجائے دعا کیا کریں اللہ اس کے مقصد میں اسے کامیاب کرے"

"

آمین"۔"

یافا صبح جینین سے ہوئ تلخ قلامی کے بعد کیمپ سے سیدھا ہسپتال آ گئ تھی لیکن وہاں بھی جب دل نا لگا تو وہ سیدھا اسی سمندر پر آ گئ جہاں کریم اس سے بچھڑا تھا۔ آج بھی وہ دن پورے آب و تاب سے اس کے ذہن میں نقش تھا۔(ان کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے اللہ نے یافا پر اپنی رحمت نازل کی اس کا عہدہ بڑھایا تھا وہ بہت خوش تھی لیکن کریم اس کے تو پاوں ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ آخر اسے اپنی پسندیدہ عورت سے اولاد ملنے والی تھی۔ اور اسی خوشی کو بھرپور طریقے سے منانے کے لئے وہ اس وقت سمندر پر موجود تھے۔

یافا میں بہت بہت بہت خوش ہوں"۔ کریم نے خوشی سے جگمگاتے چہرے کے"

ساتھ یافا سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کہا۔

جانتی ہوں "یافا نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا دیا۔"

"یافا میں اپنی بیٹی کو مجاہد بناوں گا"

"بیٹی کیوں بیٹا کیوں نہیں"

بس میری خواہش ہے ہماری پہلی اولاد بیٹی ہو نا ڈر معصوم سی لیکن بلا کی ذہین اور اتنی بہادر کہ یورپ کے کلیساؤں تک اس کے نام کی گونج ہو" کریم کے چہرے پر ایک عزم تھا۔ یافا اس کی بات سن کر اس کو دیکھے گئ کیا کچھ نا تھا اس کی آنکھوں میں عاس امید یقین مستقبل کے خواب کچھ کھو دینے کا خوف، کچھ چھین جانے کا ڈر۔ یافا نے اپنا رخ سامنے سمندر کی جانب کر لیا۔ اس وقت محض سمندر کے شور کی آواز تھی شام آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی مغرب کا وقت قریب تھا۔ دونوں کی درمیان ایک طویل خاموشی حائل ہوئ جسے کریم کی آواز نے توڑا۔

"یافا میرا دل بد دیانت ہو گیا ہے"

کریم کی بات پر یافا نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات کا مطلب جاننا چاہ رہی ہو۔

"یہ تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہے"

کریم کی بات سن کر یافا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔

ہم ساتھ جیئں گے کریم اس دنیا میں نا صحیح جنت میں صحیح لیکن ہم ساتھ جیئں گے۔ مجھے" اپنے رب پر پورا یقین ہے۔ اسی رب نے میرے دل کو تمہارا اسیر کیا ہے اسی نے ہمیں ایک پاک رشتے میں باندھا ہے تو پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں تڑپتا چھوڑ دے۔ دنیا بدل جائے گی حالات بدل جائیں گے لیکن ساتھ ہاں ساتھ وہی رہے گا کریم آفندی اور یافا احمد "کا ساتھ

انشاءاللہ"۔ یافا کی بات سن کر کریم آسودگی سے مسکرا دیا۔ وہ دونوں آنے والے وقت" سے انجان اپنے خواب بننے میں مشغول تھے۔ اس پرسکون خاموشی کو ہیلی کاپٹر کی تیز آواز نے

توڑا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اسرائیلی فوج کی نفری آ گئی۔ ان کی تعداد کچھ پانچ سو کے قریب تھی۔ کریم نے یافا کو مضبوطی سے تھام لیا گو کے وہ ان کے سامنے نہیں تھے لیکن وہ اتنا قریب ضرور تھے کہ ان کو با آسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ یافا نے با قاعدہ ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔ اتنی دیر میں وہاں حماس کے مجاہدین آ گئے وہ دیکھنے میں کچھ دو سو کے قریب تھے۔ ان میں سے ایک نے ان دونوں کو وہاں سے ہٹنے کو کہا۔ کریم یافا کو کچھ فاصلے پر موجود ایک ہٹ نما سائبان کے نیچے لے آیا۔ یافا کا رو رو کر برا حال تھا گو کہ وہ یہ ماحول بچپن سے دیکھتی آ رہی تھی لیکن ابھی اس موقع پر وہ ان مردودوں کی موجودگی نہیں چاہتی تھی ہر گز نہیں۔ اور اندر موجود ایک ڈر کچوکے لگا رہا تھا۔ کریم نے روتی بلکتی یافا کو کسی قیمتی متاں کی طرح اپنی مضبوط بانہوں میں بھینچ لیا۔ دو چار منٹ لگے کریم نے ایک نظر باہر دیکھا جہاں لڑائی ابھی تک جاری تھی

اور ایک نظر اپنے سینے سے لگی اپنی متاع حیات کو فیصلہ مشکل تھا لیکن جب سامنے رب کا حکم اور دین کی مانوس ہو تو نا ممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

"یافا"

کریم نے دھیرے سے پکارا۔ یافا نے چونک کر سر اٹھایا اور کریم کو دیکھا اس کی آنکھوں میں موجود وہ اجازت لیتا تاثر وہ اسی چیز سے تو ڈر رہی تھی۔ یافا نے بچوں کی طرح زور و شور سے نفی میں سر ہلایا اور کریم کو مزید مضبوطی سے تھام لیا جیسے ڈر ہو وہ اسے چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یافا احمد کریم آفندی کی توانائی ہے" محبت سے گوندھا لہجہ "لیکن یہ کیا زندگی تم مجھے کمزور کر رہی ہو۔" کریم نے یافا کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں محبت سے تھام لیا۔ رونے کی شدت سے لال آنکھیں دیکھ کر اس کے دل میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی لیکن اسے یہ برداشت کرنا تھا۔ "کیا چاہتی ہو میں بزدلی

دیکھا کر جنگ سے بھاگ جاؤں اور روز محشر مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت بھی نا حاصل ہو"۔یافا نے ضبط سے اسے دیکھا اور بس یہ ایک دیکھنا تھا یافا احمد کے دل نے کریم آفندی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ لئے یہ اجازت تھی۔کریم نے ایک نظر یافا کو دیکھا جو اس کے دیکھنے سے پہلے ہی چہرہ پھیر گئ۔بے شک اجازت دے دی گئ تھی لیکن دور جاتے دیکھنا تکلیف دے تھا۔کریم نے اپنے قدم پیچھے بڑھانا شروع کئے۔بلکل کنارے پر پہنچ کر نا جانے اسے کیا سوجی وہ واپس آیا اور ایک دفعہ پھر سے بھینچ کر یافا کو سینے سے لگا لیا۔یافا نے ایک دفعہ پر رونا شروع کر دیا۔

"یافا احمد مجھے تمہارے آنسو بے بس کر دیتے ہیں کیوں چاہتی ہو میں مفلوج ہو جاوں۔ ان آنکھوں میں میں نے ہمیشہ ایک ہی تاثر دیکھنے کی چاہ کی ہے اور وہ ہے کریم آفندی کی محبت کے رنگ۔اپنا اور میری بیٹی کا خیال رکھنا اور

میری منتظر رہنا"۔

ایک دفعہ پھر وہ اپنی کہہ کر تیزی سے باہر نکل گیا اور پیچھے وہ تہے دامن رہ گئی۔

اے محبت تیرے انجام پہ رونا آیا

جانے کیوں آج تیرے نام پہ رونا آیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے

آج کچھ بات ہے جو شام پہ رونا آیا

کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ

منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا

مجھ پہ ہی ختم ہو سلسلہ نوحہ گری
اس قدر گردش ایام پہ رونا آیا

جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیل
مجھ کو اپنے دل ناکام پہ رونا آیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

----

lahore (Pakistan)

یہ منظر ایک اعلی یونیورسٹی کے بورڈ آفس کا تھا جہاں اس وقت یونیورسٹی کے وی سی تمام اعلی ٹیچرز کے ساتھ موجود تھے۔

"کیا کرنا ہے اب؟"

اس خاموش ماحول میں ایک پروقار پروفیسر کی آواز گونجی۔ "کیا مطلب کیا کرنا ہے اس لڑکی کی اتنی جرات جو اساتذہ کے فیصلے سے انحراف کرے۔ ہوتی کون ہے یہ ایم پی اے کی بیٹی ہے تو ہم سب اس کی ہر بے جا ضد مانیں گے"۔یہ کہنے والی ایک خاتون اساتذہ تھیں۔ آہ ابد سے عورت ہی عورت کی دشمن رہی ہے۔یہ تو جیسے طہ ہے۔ "ہم اس آواز کو سامنے آکر نہیں مٹا سکتے وہ اب ایک لڑکی کی آواز نہیں وہ ایک تحریک کا روپ اختیار کر چکی

ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت جلد یہ آواز ہر عاقل پاکستانی کی ہوگی"۔ ایک اور پروفیسر نے اپنے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

خیال کا اظہار کیا۔ "تو آپ کیا چاہتے ہیں ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں تا کہ یہ مزید مضبوط ہو کر سامنے آئیں اور ہماری امداد بند ہو جائے؟" وہی خاتون تڑخ کر بولیں۔ میرے پاس ایک حل ہے جس سے سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔" بندوق ہماری ہو گی اور کندھا کسی اور کا اور سر اس لڑکی کا"۔ شیطانی مسکراہٹ منہ پر سجائے کہنے والے کب سے خاموش بیٹھے ڈین تھے پروفیسر جلیل۔ سب ان کی بات سے مطمئن نظر آ رہے تھے۔ آج شیطانوں کی پھر ایک محفل بیٹھی تھی۔ افسوس کا مقام یہ تھا کہ یہ کوئی غیر ملکی نہیں تھے بلکہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے مسلمان تھے۔ جن کے ضمیر کو چند ڈالرز نے بڑی طرح سے ذبح کر دیا تھا اور پھر مردہ کب زندہ ہوتے ہیں۔ اب دیکھنے یہ تھا کہ یہ مردہ ضمیر ذلت کی کن حدوں کو چھوئیں گے۔

سمندر کی لہروں کے شور کے ساتھ ساتھ یافا کی سسکیاں گونج رہی تھیں وہ ایک دفعہ پھر اسی درد سے گزر رہی تھی جس سے وہ پندرہ سال پہلے گزری تھی۔ کاش وہ کریم کو یہاں نا لاتی کاش وہ اسے جانے ہی نا دیتی کاش وہ باہر نا آتی کاش وہ اندر ہی رہتی تو آج کریم اس کے ساتھ ہوتا اس کی بیٹی اس کے پاس ہوتی۔ آئیں ایک دفعہ پھر تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں اور اسی دن میں چلتے ہیں جب کریم اور یافا کی محبت میں جدائی لکھی گئ تھی۔

پندرہ سال پہلے

کریم یافا کو وہیں چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھا جہاں باقی مجاہدین موجود تھے۔ کریم نے ایک ساتھی مجاہد سے اصلاح لیا اور دشمن پر وار کرنے لگا۔ گو کہ اسرائیلیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ لیکن جیت تو ہمیشہ حق والوں کی ہوتی ہے یہ تو ابد سے طہ ہے اور خصوصا وہ جو اپنی زندگی اپنی ہتھیلی میں لئے صرف اپنے رب کی رضا کے لئے کوشاں ہیں انھیں وہ رب کیسے تنہا

چھوڑ سکتا ہے ؟ حماس کے مجاہدین پوری دل جمی سے دشمنوں کے خاتمے میں مصروف تھے اور وہ دو سو لوگ سامنے موجود پانچ سو لوگوں پر بھاری پڑ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اسرائیلی فوج کا ایک اور دستہ آ گیا وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ لیکن پھر بھی مجاہدین اپنی پوری کوشش کر رہے تھے۔ اسرائیلی سارے علاقے پر پھیلے ہوئے تھے مگر پھر بھی وہ ان دو سو مجاہدین پر قابض نہیں ہو پا رہے تھے۔ اور پھر دشمن نے اپنی اوقات دیکھتے ہوئ انھیں ہتھیاروں کا استعمال کیا جن کے لئے وہ مشہور ہیں۔ یعنی کیمیکل گیس جس کے اندر موجود مواد اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ انسان کو کچھ ہوش نہیں رہتی وہ مواد جیسے جیسے اندر گھستا ہے ویسے ویسے انسان کے اعضا ہرکت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھیپھڑے سانس نہیں کھینچ پاتے دل خون نہیں پمپ کرتا اور آہستہ آہستہ دماغ سن ہو جاتا ہے انسان کی آنکھیں ساکت اور جامد سب دیکھ رہی ہوتیں ہیں لیکن بے بسی

کی تصویر بنے اپنے بچاو کے لئے کچھ نہیں کر پاتا۔(نوٹ
جنگ کے دوران اس قسم کے ہتھیار کا استعمال انسانی حقوق کی عالمی تنظیم کی جانب سی
سختی سے منع ہے اور ایسے ممالک پر بھاری جرمانہ بھی عائد ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ
قانون ان ممالک پر لاگو ہوتا ہے جن کے ساتھ امریکہ کی دشمنی ہو جن ممالک کی پشت پناہی
امریکہ کر رہا ہو ان کے لئے سب جائز ہے)یافا نے پھٹتے دل سے کریم کو اپنا ہوش کھوتے
ایک جانب گرتے دیکھا اس کی آنکھیں کھولی تھیں ناک سے خون بہہ رہا تھا یکا یک ایک
آنسو کریم کی آنکھ سے ٹپکا کیا کیا نا تھا اس آنسو میں بے بسی پکار ٹوٹتی امیدیں جدائی کا خوف
تڑپ۔ کریم کا آنسو یافا کو اپنے دل پر گرتا محسوس ہوا کریم یافا کو نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن یافا
کریم کی آنکھ میں ابھرنے والے ایک ایک تاثر کی شاہد تھی اور بس یہ حد تھی یافا کے صبر کی
اس نے ہر چیز کو پس پشت ڈال کر کریم کی

جانب دوڑ لگا دی۔ کریم کی جان تو تب ہوا ہوئی جب اس نے یافا کو اپنی جانب پوری جان سے دوڑتے دیکھا اس نے اپنی پوری جان لگا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے دماغ جو پہلے ہی سن تھا اب پھٹنے کے قریب تھا آنکھیں بند ہو رہی تھیں لیکن اسے یافا کو ان آنکھوں کی زبانی ہی تو اپنی بات سمجھانی تھی وہ کیسے یہ آخری در بھی بند کر دیتا جب کہ دوسری طرف یافا کریم کی آنکھوں کی استدعا مسترد کرتی بس کسی طرح کریم تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں جہاں پہلے خوف تھا اب چمک تھی وہ بس کریم کو تھامنے والی تھی اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا وہ کریم کا ہاتھ پکڑنے کے لئے جھکی اور فضا میں ایک ساتھ تین فائر کی آواز گونجی اس کے بعد ہر طرف سناٹا چھا گیا اور یافا جو کریم کو تھامنے کے لئے جھکی تھی اس کا وجود بے حس و حرکت ہو کر کریم کے بلکل سامنے گر گیا۔ کریم

کی آنکھیں ساکت ہو گئ وہ اسے تھامنا چاہتا تھا محبت سے اپنے آغوش میں سمیٹنا چاہتا تھا لیکن کاش کاش وہ ایسا کر پاتا۔ یافا کے وجود نے ایک ہچکی کھائ اور کریم کو حقیقتا سمجھ آئ کہ جب ساتوں آسمان ایک ساتھ سر پر گرتے ہیں تو کیسا لگتا ہے۔ اب تو وہ چاہ کر بھی آنکھیں نہیں بند کر پا رہا تھا۔ اسرائیلی فوجی قریب پہنچ چکے تھے انھوں نے یافا کے وجود کو بے دردی سے ٹٹولا۔ "یہ مر گئ ہے اسے ادھر ہی پھینک دیتے ہیں" ان میں سے ایک بولا دوسرے نے خباثت سے حجاب کے ہالہ میں لپٹا یافا کا معصوم چہرہ دیکھا "ساتھ لے چلتے ہیں کیا پتا ہمارے کچھ کام ہی آجائے "اس نے ہستے ہوئے شیطانیت سے کہا۔ دوسرے نے تاسف سے اسے دیکھا "اس بہتر اور زندہ بہت مل جائیں گی فل حال باقیوں کو اٹھاو اور چلیں۔ "انھوں نے باری باری جب مجاہدین کو اٹھایا اور لے گئے۔ کریم آخری وقت تک ساکت نگاہوں سے یافا کے بے حس و حرکت وجود کو دیکھتا رہا۔ اور یہاں سے

جدائی کا دور شروع ہوا۔ وہی جدائی جس کا ڈر کریم کو تھا وہی جدائی جو ابد سے طے تھی۔ یافا کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ھسپتال کے بستر پر پایا۔ اس کا پورا خاندان وہاں موجود تھا اس نے ایک آخری امید کے تحت طائرانہ نگاہ سارے کمرے میں ڈالی کہ شاید وہ بھی وہاں موجود ہو لیکن نا اسے ہونا تھا اور نا ہی وہ تھا۔ البتہ ایک اور قیامت اس کی منتظر تھی خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس نے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنی اولاد کو کھو دیا تھا۔ وہ کریم آفندی کے ساتھ ساتھ اس کی آخری نشانی بھی کھو چکی تھی اصولا تو اسے دھاڑے مار مار کر اپنے اس نقصان پر رونا چاہیے تھا لیکن خلاف توقع وہ خاموش تھی بلکل چپ نا کوئی سوال نا کوئی گزارش۔ اس کی آنکھیں بنجر تھیں ایک تپتے صحرا کی طرح ویران۔ اس کے بعد سے کسی نے بھی نہ ان آنکھوں کو کوئی تاثر نہ دیکھا۔

----

lahore (Pakistan)

نمل فاطمہ اپنے گروپ کے ساتھ بیٹھی تھی ان سب کا اسلام آباد جا کر ڈی چوک میں مارچ کا پلین تھا۔ "ایسے جانا ٹھیک رہے گا؟" یہ پوچھنے والا انھیں کے گروپ کا سعد تھا۔ "کیا اور کوئی آپشن ہے ؟" اب کے ثمن نے کچھ تیکھے انداز میں پوچھا۔ وہ کب سے سعد کو ٹال مٹول کرتے دیکھ رہی تھی۔ "دیکھو مجھے یہ کچھ صحیح نہیں لگ رہا ایسے تو نقصان ہمارے ملک کو ہی ہو گانا" اب کہ اس نے سیدھی طرح سے اپنا موقف بیان کیا۔ نمل فاطمہ نے غور سے اسے دیکھا اور جب بولی تو انداز سمجھانے والا تھا "دیکھو سعد پہلی بات ہم کسی غلط مقصد کے تحت یہ سب نہیں کر رہے اور نا ہی ہمارا کوئی ذاتی مفاد ہے ہمارا مقصد صرف ایک ایسی قوم کی حمایت ہے جو خستہ حال ہے اور یہ خستہ حالی پیسے کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کافر قوم کے ظلم کی وجہ سے ہے تو بتاو کیا یہ غلط ہے ؟ ہم صرف ان کے حق میں اپنا موقف بیان کریں گے۔ اور جہاں تک بات رہی ہے ملک کی تو ہم نا

پاکستان کی قوم کو کوئی نقصان پہنچائیں گے اور نا ہی عوام کو تو پھر ہم کیسے ملک دشمن ہو گئے ؟"" تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن اس سے ان کو کیا فائدہ ہو گا" وہ اب بھی کشمکش کا شکار تھا" اس سے ہو گا یہ کہ پوری دنیا کو یہ پیغام پہنچے گا کہ پاکستان میں سب ہی ضمیر فروش یا خود غرض نہیں ہیں کچھ عقل اور ہمت رکھنے والے بھی موجود ہیں۔ اور فلسطینیوں کو بھی پتہ چلے گا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں ہم سے جتنا ہو سکتا ہے ہم ان کے لئے کر رہے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہے ؟" آخر میں جواب لینے والے انداز میں سعد کو دیکھا جس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اس کی کشمکش دور ہو گئی ہے اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور ایک مطمئن مسکراہٹ نمل فاطمہ کی جانب اچھالی۔ ثمن اٹھ کر ان سب کے سامنے آئی "اچھا تو ساتھیوں جیسے کہ سب ڈیسائڈ ہو چکا ہے کہ کس نے کیا کرنا ہے لیکن پھر بھی میں ایک دفعہ دوبارہ آپ سب کے لئے دوہرا دیتی ہوں سعد تم سب

سٹوڈنٹس کو اکٹھا کرو گے میں سوشل میڈیا ہینڈل کروں گی نمل ڈی چوک میں ہمارے ساتھ شامل حکومتی ارکان کے ساتھ ڈیل کرے گی اور علی تم تم سارے جامع میں اشتہار لگاو گے کلیر ؟" اس نے اپنی بات مکمل کر کے سب کو تائیدی انداز میں دیکھا جنہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔ " آل رائٹ آج پیر ہے اور ہم سب انشاءاللہ جمعہ کو فجر کے بعد نکلیں گے اب کہ بولنے والے نمل فاطمہ تھی۔ وہ سب پر جوشی سے آنے والے وقت کے لئے تیاریاں کر رہے تھے اس بات سے انجان کہ ایک جان لیوا سازش ان کی منتظر ہے۔

وہ گھٹنے زمین پر لگائے خاموش بیٹھ تھی۔ آنکھوں سے آنسو بند تھے سسکیاں اب ہچکیوں میں تبدیل ہو گئ تھیں وہ ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے مسلسل گیلی ریت پر ضربیں مار رہی تھی۔ پندرہ سال کا غبار تھا جو آج بہا تھا دل پر سکون ہونے کی بجائے مزید بے چینی کا شکار تھا۔ غم

حد سے سوا تھا وہ آج اپنا آپ بھی فراموش کر چکی تھی یاد تھا تو بس کریم کی جدائی میں تڑپتا دل۔ وہ شاید آج اس درد میں بہہ جاتی لیکن قسمت کی ستم ظریفی جو مسلسل بجتا موبائل اسے ہوش کی دنیا میں لے آیا۔ اس نے کچھ بیزاریت لئے موبائل کو دیکھا لیکن اوپر چمکتا ھسپتال کا نام دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس کھینچی خود کو تھوڑا پر سکون کرنے کی کوشش کی اور کال ریسیو کر لی۔ کال اس کی اسسٹنٹ کی طرف سے تھی جو اسے جلد سے جلد ھسپتال پہنچنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ یافا جلدی سے آٹھ کھڑی ہوئی اور کال سنتے سنتے تیزی سے ھسپتال کے لئے چل پڑی۔ اب وہ کریم کی منتظر اس کی بیوی نہیں تھی اب وہ ڈاکٹر یافا تھی۔ پیچھے سمندر کی لہریں اس کو دور جاتا دیکھ اداس تھیں۔ وہ لہریں تو شاہد تھیں ان کی محبت اور پھر جدائی کی۔

ھسپتال کا ماحول سرگرم تھا ہر طرف افراتفری

کا عالم تھا۔ اسرائیلی فوج کی جانب سے ایک رہائشی علاقے میں بمباری کی گئی تھی جس کی وجہ سے کافی جانی نقصان ہوا تھا۔ یافا تیز تیز قدم اٹھاتی ھسپتال کی اندرونی عمارت کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی اس کی اسسٹنٹ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئ۔ "میم ایک حاملہ خاتون کو لایا گیا ہے ماں کی حالت بہت ابتر ہے اولاد کی جان کو بھی شدید خطرہ ہے اگر فوری طور پر آپریشن نا کیا گیا تو دونوں مر جائیں گے"۔ یافا نے رک کر اسے دیکھا "جا کر آپریشن کی تیاری کرو میں آرہی ہوں"۔ یافا کی بات سن کر اس کے چہرے پر کچھ پریشان تاثرات ابھرے "میم نا تو کوئی اوٹی اویلیبل ہے اور نا ہی اینستھیزیا۔ اگر ایسے آپریشن کریں گے تو یقیناً وہ خاتون آپریشن کے دوران مر جائیں گی"۔ یافا نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کے پریشان تاثرات دیکھے "ہمارے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے یا تو یونہی تڑپ تڑپ کر دونوں مر جائیں گے یا پھر کوئی ایک بچ جائے گا"۔ اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور

ایک کمرے کی جانب چل دی۔ اس کے جاتے ہی یافا کے سپاٹ چہرے پر درد کی ایک گہری لکیر سایہ حزن ہو گئی۔ اسسٹنٹ کے سامنے تو کہہ دیا تھا لیکن اب اس عورت کی تکلیف کا سوچ سوچ کر اس کا خود کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ سائنسی تحقیق کے مطابق ایک انسان 30 سے زائد ہڈیوں میں درد برداشت کرنے کہ اہلیت نہیں رکھتا جب کہ ایک حاملہ عورت اپنے اولاد کو دنیا میں لاتے ہوئے ایک ساتھ 50 سے زائد ہڈیوں میں فریکچر کی درد برداشت کرتی ہے۔ لیکن فلسطین میں معاملہ اس سے بھی زیادہ گھمبیر تھا کیونکہ یہاں انستھیزیا کی کمی ہونے کی وجہ سے بہت سی عورتوں کو ہوش میں رہ کر اپنی اولاد کو جنم دینا پڑتا ہے۔ ناجانے یہ حالات کب ٹھیک ہوں گے۔

یہ منظر ہے ایک وسیع ڈائنگ ہال کا جہاں قطار در قطار لمبی میض کے اوپر تقریبا پندرہ کے قریب لوگ براجمان تھے۔ ان لوگوں میں ملک کے

Clubb of Quality Content!

کچھ اعلیٰ عہدیدار اور کچھ جامعہ کے سینئر اساتذہ موجود تھے۔ زیر بحث طلبہ کاڈی چوک پر کیا جانے والا مارچ تھا۔ "مجھے سمجھ نہیں آرہی ایک مارچ ہی تو ہے کرنے دیں۔ کیا فرق پڑھ جائے گا پہلے بھی تو کتنے ایسے احتجاج ہو چکے ہیں کیا کر لیا ان لوگوں نے "ایم این اے قیوم نے تنفر سے کہا۔ "قیوم صاحب یہ کوئی عام مارچ نہیں ہے یہ طلبہ کا مارچ ہے یعنی ملک کی آدھی سے زیادہ باشعور عوام کا۔ اس مارچ کی کوریج بہت بڑے لیول پر کی جارہی ہے سوشل میڈیا پر نمبر ون ٹرینڈ کر رہا معاملہ پہلے جیسا نہیں ہے۔ یہاں یوتھ ہے اصل یوتھ جو اگر اپنی آئی پر آجائیں تو انقلاب لا کر ہی دم لیتے ہیں"۔ پروفیسر جلیل کچھ پریشانی سے گویا ہوئے۔ "اب کیا کیا جائے اوپر سے بہت پریشر ہے یہی حالات رہے تو امریکہ نے ایڈ روک لینی ہے ہم کیا کریں گے پھر"۔ ایک اور ایم پی اے گویا ہوئے۔ سب کا رجحان اب سربراہی کرسی پر موجود شخص کی جانب تھا جس نے ایک ہاتھ کی

مٹھی اپنے مکروع چہرے کے آگے رکھی ہوئی تھی۔ سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر وہ گویا ہوئے "ان کو میرے پر چھوڑ دیں آپ سب بس اچھی طرح رونے کی تیاری کریں اور ہاں انھیں اسلام آباد میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روکے گا"۔ سب نے الجھ کر کچھ پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا۔ ان سب آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر مسکرا دئے کیونکہ جانتے تھے یہ تیر نشانے پر ضرور لگے گا اب بس انتظار تھا تو نتیجہ کا۔

نمل فاطمہ اس وقت اپنے بابا کے ساتھ ان کے سٹڈی روم میں موجود تھی اور کچھ پر جوشی سے انھیں اپنی تیاریوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔ وہ بھی مسکرا کر اس کی باتیں سن رہے تھے اندر سے کچھ پریشان بھی تھے لیکن اس کا جوش دیکھتے ہوئے خاموش تھے۔ "آپ کو پتا ہے بابا میں کتنی زیادہ آکسائیٹڈ ہوں۔ ہمارے ساتھ

ہزاروں کی تعداد میں طلبہ شامل ہیں جو پاکستان کے مختلف شہروں سے فلسطین کے لئے اظہار یکجہتی کے لئے ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں"۔ وہ خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ کہے جا رہی تھی۔ یکلخت کچھ یاد آنے پر اس کی مسکراہٹ بجھ گئی انداز کچھ سنجیدہ سا ہو گیا۔ بابا میں نے اتنے سیاستدانوں سے کہا آنے کہ لیے لیکن کسی نے بھی میری بات کو اہمیت" دینا ضروری نہیں سمجھا۔ سن بھی شاید اس لئے لیا تھا کہ میں ایک ایم این اے کی بیٹی ہوں۔ بابا یہ لوگ کیسے اس قدر بے ضمیر ہو سکتے ہیں کیا ان کے دلوں میں ذرہ برابر بھی رحم نہیں ہے ؟" شروع میں کچھ تنفر سے کہتے ہوئے آخر میں اس کا لہجہ کچھ اداس تھا۔ "میرے بیٹے یہ دنیا ہے یہاں اچھے لوگ کم اور برے زیادہ ہوتے ہیں۔ ہم ہر کسی سے یہ امید نہیں لگا سکتے کہ وہ بھی ہمارے جتنا ہی مخلص یا ہمارے جتنا ہی احساس والا ہو۔ اور جہاں تک بات رہی ان سیاستدانوں کی تو ان میں سے بیشتر کا ایمان

صرف اور صرف پیسہ ہے۔ پھر چاہے اس کے لئے ان کو اپنی اولاد ہی کیوں نا قربان کرنی پڑے یہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتے" بابا کا انداز وہی نرم گرم سا تھا۔ "بابا لیکن ہم ایسے تو اپنے ملک کو ان پیسے کے پجاریوں کے حوالے کر سکتے"۔ "بیٹا یہ کام اب نوجوان نسل کا ہے کہ وہ ان گدوں کو باہر نکالیں اور خود آگے بڑھ کر اپنے ملک کی بھاگ دوڑ سمبھالیں۔ لیکن افسوس یہ نوجوان بھی اپنے اصل کو چھوڑ کر اس فانی دنیا کے تعاقب میں لگے ہیں"" بابا سب ایسے نہیں ہیں آپ دیکھ لیجیے گا ہم ہی بدلاو لائیں گے" وہ کچھ جوش سے بولی۔ "انشاءاللہ" بابا نے مسکرا کر اس کی تائید کی۔ "چلیں اب آپ بھی ریسٹ کریں میں بھی چلتی ہوں شب بخیر" نمل فاطمہ مسکرا کر انھیں الوداع کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ پیچھے وہ اس راستہ پر نظریں ٹکائے بیٹھے تھے جہاں سے وہ گئی تھی۔

یا فاسر د اور خاموش کوریڈور میں تنہا ہاتھ میں

موجود معصوم وجود پر چہرہ ٹکائے بیٹھی تھی۔ابھی کچھ وقت پہلے ہی اس کی ماں اس معصوم کو دنیا میں لاکر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخ موڑ گئ تھی۔ایسا پہلے دفعہ نہیں ہوا تھا فلسطین میں بہت سارے بچے پیدا ہی یتیم ہوتا تھے۔لیکن ناجانے کیوں آج اس بچی کو دیکھ کر اسے ایسا لگا جیسے اسے وہ لوٹا دیا گیا جو پندرہ سال پہلے واپس لے لیا گیا تھا۔لیکن وہ کچھ کشمکش کا شکار تھی۔"بس میری خواہش ہے ہماری پہلی بیٹی ہو ناڈر سی معصوم لیکن بلا کی ذہین ہو اور اتنی بہادر ہو کہ یورپ کے کلیساؤں تک اس کے نام کی گونج ہو"یافا کو ایسے لگا جیسے کریم نے ایک دفعہ پھر اس کے کان میں یہی بات دہرائی ہو۔اس نے کمبل میں لپٹے وجود کو زور سے اپنے اندر بھینچ لیا بس فیصلہ ہو گیا تھا۔

جینین اس وقت کیمپ میں پھر رہی تھی۔وہ کچھ اکتا گئ تھی اکیلے بیٹھی تو انس

کے پاس آ گئی وہ ایک انفلیونسر تھا۔ اور اس وقت سوشل میڈیا پر لاؤ وہاں کے حالات دکھا رہا تھا۔ جینین چپ چاپ آ کر خاموشی سے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ وہ اسے عجیب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ انس ویڈیو مکمل کر کے اس کی جانب متوجہ ہوا۔ "کیا ہوا ہے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"۔ انس نے جینین سے استفسار کیا۔ "تم یہ سب کیوں ان کو دکھاتے ہو اگر ان کو فرق پڑھتا تو ہم آج اس حال میں نا ہوتے"۔ جینین کے انداز میں تنفر ہی تنفر تھا۔ انس نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ "تمہیں کس نے کہا کسی کو فرق نہیں پڑتا یہ دیکھو پورے پاکستان میں احتجاج کی کال ہے طلبہ کی جانب سے۔ امریکہ، برطانیہ، یورپ ہر جگہ لوگ ہمارے لئے سڑکوں پر ہیں"۔ انس ایک ایک کر کہ اسے ساری سوشل سائٹ دکھا رہا تھا۔ جینین حیران سی یہ سب دیکھ رہی تھی وہ تو سمجھی تھی سب ان کو نظر انداز کئے اپنے آپ میں مگن ہیں لیکن ایسا نہیں تھا۔ لوگ ان کے حق کے لئے جتنا ہو سکتا

تھا کر رہے تھے۔انس اسے مزید دکھا رہا تھا جب یافا چھوٹے سے وجود کو اپنی آغوش میں لئے ان کے سر پر کھڑی تھی۔جینین نے یافا کو دیکھا وہ اسے ان سوشل سائٹ کے بارے میں بتانا چاہتی تھی تبھی اس کی نظر کمبل میں لپٹے وجود پر گئی۔"یہ کون ہے یافا"۔ جینین کی بات کے جواب میں یافا نے ممتا کا احساس لئے اس معصوم کو دیکھا اور بولی"فاراح کریم آفندی میری بیٹی"اس نے محبت سے مغلوب ہو کر اس کی پیشانی چوم لی۔جب کہ جینین اور انس منہ کھولے۔اسے دیکھ رہے تھے۔سب سے پہلے ہوش انس کو آیا اور اس نے آگے بڑھ کر فاراح کی پیشانی پر ہاتھ پھیر اور دعا دے کر چل دیا۔"دیکھو جینین یہ کتنی پیاری ہے"۔یافا نے مسکرا کر فاراح کو جینین کے ہاتھ میں تھما دیا۔جینین بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن یافا کی مسکراہٹ دیکھ کر چپ کو گئی آج کتنے سالوں بعد یافا کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔جینین نے بھی مسکرا کر فاراح کو سینے سے لگا لیا آخر

اس کہ وجہ سے ہی تو اس کی بہن اتنے عرصے بعد مسکرا رہی تھی۔ وہ کیسے نا اسے خوش آمدید کہتی۔

تقریباً پندرہ سے سولہ بسس موٹروے ایم ٹو پر ایک قطار میں گامزن تھیں۔ سپیکروں سے فلسطینی ترانوں کی آوازیں ساری جگہ گونج رہی تھیں۔ بس کی کھڑکیوں سے جھنڈے لٹکائے گئے تھے۔ کچھ نوجوان اپنی گاڑی کی چھتوں سے منہ نکالے جوش و خروش سے اپنے ہونے کا احساس دلا رہے تھے۔ یہ سارا قافلہ اسلام آباد کی طرف گامزن تھا۔ نمل فاطمہ اپنے سارے گروپ کے ساتھ سب سے اگلی گاڑی میں براجمان تھی۔ وہ لوگ سب سے آگے موجود تھے تاکہ کسی بھی خطرہ کی صورت میں وہ سب سے پہلے موجود ہوں لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ انھیں کوئی رکاوٹ سرے سے پیش ہی نہیں آئی بلکہ بہت آرام و سکون سے انھیں آگے جانے دیا جا رہا تھا۔ وہ معصوم آنے والے وقت سے انجان

یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ان کو ان کا حق دے دیا گیا ہے۔

یہ اب کسی قابل نہیں رہے انھیں واپس کر دیتے ہیں"" لیکن مجھے انھیں مار کر سکون" ملتا ہے" وہ کچھ ناراضگی سے بولا" تو دوست ان کی کونسی کمی ہے آج ان کو دے دیتے ہیں کل نئے لے آئیں گے" اس نے ہنستے ہوئے شیطانیت سے کہا۔"ہاں یہ ٹھیک ہے چلو ٹھیک ہے پھر ان کو اٹھا کر مارو گاڑی میں"۔وہ فوراہی رضامند ہو گیا تھا۔یہ منظر تھا اسرائیل کی ایک جیل کا جہاں موجود انسانی شکل میں بھیڑیے در حقیقت اسرائیلی فوجی تھے۔ جو فلسطینیوں کے متعلق کہہ رہے تھے کچھ اسرائیلی حزب اللہ کی قید میں تھے اور ان کو واپس کرنے کی شرط یہ رکھی گئی تھی کہ بدلہ میں فلسطینی قیدی بھی رہا کئے جائیں گے۔یہ فوجی انھیں کو واپس کرنے ان کے علاقے جا رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آج صبح سے اس کا دل کچھ بوجھل سا تھا بار بار آنکھیں آنسوؤں سے طر ہو رہی تھیں۔ ایک بے نام سی کیفیت نے حصار میں لیا ہوا تھا۔ صبح وہ ایک بھیانک خواب سے جاگی تھی۔ خواب میں وہ بری طرح کسی کے تعاقب میں بھاگ رہی تھی اور وہ شخص آگے بھاگ رہا تھا یوں جیسے وہ اپنا دامن بچا کر بھاگ رہا ہو۔ یکلخت وہ رک گیا۔ اس کے رکنے سے یافا بھی چند قدم کے فاصلے پر رک گئ۔ سامنے دیکھنے پر معلوم ہوا کے آگے کھائ ہے۔ وہ سامنے دیکھنے میں مصروف تھی جب وہ شخص اس کی جانب مڑا۔ وہ کچھ اس رخ میں کھڑا تھا کہ اس کا آدھا حصہ کھائ کے اوپر تھا اور آدھا زمین پر تھا۔ یافا نے کھائ سے نظریں ہٹا کر اس شخص کی جانب دیکھا تو اسے ایسے لگا جیسے وقت تھم گیا ہے۔ وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ ارد گرد کا منظر سب پیچھے .بہت پیچھے رہ گیے یہاں بس یافا موجود تھی اور اس کے سامنے اس کا بچھڑا ہوا کریم آفندی ہاں وہ کریم آفندی ہی تھا یافا کا کریم جو

اس سے بچھڑ گیا تھا لیکن جب یافا نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تو صحیح معنوں میں
اس کا سانس تب بند ہوا کیونکہ کریم کی آنکھوں سے خون رس رہا تھا وہ اسے پہلے بھی خواب
میں دیکھ چکی تھی لیکن اس حالت میں پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ اور یافا کے دیکھتے ہی دیکھتے
کریم آفندی اپنے پورے قد سمیت کھائی کے سپرد ہو گیا۔ اور اسی کے ساتھ یافا ایک جھٹکے
سے اٹھ بیٹھی۔ وہ چیخ نہیں رہی تھی کہ اب اس کو ان سب کی عادت ہو گئی تھی لیکن پھر بھی
اس کا تنفس تیز چل رہا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر اپنے ارد گرد دیکھا تو اس کے بلکل ساتھ
فاراح سو رہی تھی اور ساتھ ہی جینین تھی جو ہر چیز سے بیگانہ گہری نیند میں غرق تھی۔ یافا
نے ایک گہرا سانس لے کر اپنے حواس بحال کرنے کی کوشش کی اور فاراح کو پیار
کر کے اٹھ گئی اسے اپنے رب سے ملاقات کرنی تھی اور فورا کرنی تھی ورنہ عین ممکن تھا کہ
اس کا دل پھٹ جاتا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ کافی

دیر تک روتی رہی اور پھر بغیر جینین یا فاراح سے ملے ہسپتال چلی آئی لیکن یہاں آکر بھی دل پر سکون نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے خیالوں میں ہی کھوئی تھی جب یک دم مچتی بھگ دڑ سے ہوش میں آئی۔ اس نے چونک کے اپنے ارد گرد دیکھا جہاں قطار در قطار مریضوں کو لایا جا رہا تھا۔ اتنے میں یافا کی اسسٹنٹ اس کی طرف بھاگتی ہوئی آئی۔ "میم ایمر جنسی ہے جلدی چلئے" وہ اپنے قدم اوٹی کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "کیا ہوا ہے" یافا نے خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات لئے پوچھا۔ "میم ہمارے لوگ اسرائیلی قید سے رہا ہو کر آئیں ہیں کچھ کی حالت تو بہت زیادہ خراب ہے۔" اس کی بات سن کر یافا کے بڑھتے قدم اسی تیزی سے رک گئے۔

ڈی چوک پر رش قابل ذکر تھا۔ طلبہ کی ایک بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔ سارے علاقے کو سیکیورٹی فورسز نے کوور کر رکھا تھا۔ نمل فاطمہ کا جوش دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے

اس وقت ایسے لگ رہا تھا جیسے اس نے حقیقتاً دنیا فتح کر لی ہو۔ وہ خوشی سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ سب کو دیکھ رہی تھی جب ثمن بھاگتی ہوئی اس تک آئی۔ "چلو نمل تمہاری تقریر کا وقت ہو گیا ہے"۔ ایک بڑے سے ٹرک کو سٹیج کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ جس کو فلسطینی اور پاکستانی جھنڈوں سے سجایا گیا تھا۔ وہ دونوں سٹیج کی جانب بڑھ رہی تھیں جب ایک عجیب سے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔ دل ایک دم سے پوری رفتار سے دھڑکا۔ کچھ غلط بہت غلط کا احساس غالب آنے لگا۔ جن قدموں میں پہلے سرشاری تھی اب سستی آنے لگی۔ اس نے ثمن کا ہاتھ تھام کر اسے روک دیا۔ اور گہری سانس کھینچ کر جیسے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔ "ثمن تمہیں چلو میں بس ابھی بابا کو کال کر کے آتی ہوں"۔ "اوکے جلدی آنا"۔ ثمن کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ نمل نے فون ملا کر کان سے لگایا۔ اس کے انداز میں محسوس کئے جانے والا اضطراب تھا۔ "اسلام علیکم! بابا آپ

کدھر ہیں؟ ماما آپ کے ساتھ ہیں؟" دوسری جانب سے فون اٹھاتے ہی وہ شروع ہو گئ۔ دوسری طرف اس کو بابا کے قہقہہ کی آواز سنائی دی۔ دل سے جیسے منوں بوجھ اتر گیا۔ "ہاں جی بیٹا میں اور آپ کی ماما ساتھ ہی ہیں اور اس وقت ٹی وہ کے سامنے بیٹھے آپ کے مارچ کے مناظر ہی دیکھ رہے ہیں

I am so proud of you. Well done!".

بابا سرشاری کے عالم میں بولے۔ "بابا جانی آپ پلیز فون سپیکر پر ڈال دیں" نمل کی بات سن کر بابا نے فون سپیکر پر ڈال دیا۔ "ماما بابا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں"" کیا ہوا ہے نمل" دوسری جانب سے ماما کچھ پریشانی سے بولیں وہ ماں تھی کیسے نا اسے کے اندر کی بے چینی پہچانتی۔ دوسری طرف ثمن اسے جلدی آنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ "میں آپ سے پھر بات کرتی ہوں آپ اپنا خیال رکھیے گا۔ فی امان اللہ!" وہ جلدی سے کہہ کر فون بند کر گئ کہ وہ مزید انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے ایک دفعہ پھر

گہری سانس لی اور اپنے قدم سٹیج کی جانب بڑھائے۔جہاں ایک ہجوم اس کا منتظر تھا۔

یافا کے رک جانے پر اسسٹنٹ نے مڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔"کتنے لوگ ہیں؟"اس نے بہت مشکل سے اپنے لبوں کو حرکت دے کر پوچھا۔"تقریباً پندرہ کے قریب لوگ ہیں۔وہ سب مجاہدین ہیں تقریباً پانچ کی حالت بہت خراب ہے ان میں سے ایک کو کافی خطرناک کیمیکل سے تکلیف دی گئی ہے جب کہ باقی چار کے سروں پر گہری ضربیں ہیں۔ان کا بچنا بہت مشکل ہے۔جبکہ جس پر کیمیکل کا استعمال کیا گیا ہے وہ بچ جائے لیکن کبھی چل پھر نا سکے۔اس نے ایک ایک تفصیل یافا کے ہوش گزار کی وہ سمجھی شاید وہ ٹریٹمنٹ کے لئے پوچھ رہی ہے۔جب کہ یافا سانس روکے اس کی بات سن رہی تھی۔کیا کوئی نشانی ملی ہے جس سے پتہ چلایا جاسکے وہ کون ہیں؟"یہ سوال کرتے ہوئے اس" نے سانس مکمل طور پر روک لیا اسے ایسے

لگ رہا تھا جیسے ابھی وہ کوئی غلط جواب دے گی اور یافا کا دل دھڑکنا بھول جائے گا۔
باقی تو کسی کا بھی نہیں لیکن ہاں ایک ہے اس کی ٹانگ کی نچلی طرف عربی میں ایک حرف" کسی گرم چیز سے کندھا کیا گیا ہے کچھ یا جیسا"۔ وہ کچھ سوچنے کے انداز میں کہہ رہی تھی جب کہ یافا پر تو جیسے ساتوں آسمان اکھٹے گرے وہ کچھ بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا رہی تھی۔ بے اختیاری سے چند قدم پیچھے ہوئی۔ (" تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا کریم "یافا اٹھارہ سالہ کریم کی ٹانگ دیکھتے ہوئے کچھ پریشانی سے بولی۔ "یافا تم نہیں سمجھو گی؟"اس کی بات سن کر یافا نے تیکھے چٹانوں سے اسے گھورا۔ "کیوں مجھے کیوں نہیں سمجھ آئے گا تم مجھے نا سمجھ سمجھتے ہو کیا؟"اس کے سوال پر کریم ہنس دیا۔ "میں سمجھتا ہوں تم غصہ نہ کرو دیکھو اگر کبھی ہم الگ ہو جائیں تو بس میں چاہتا ہوں تمہارا احساس ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔"وہ سادگی سے بولا۔ یافا نے کچھ بے یقینی

سے اسے دیکھا۔"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کریم آغا۔"وہ کچھ ملی جلی کیفیت سے بولی۔وہ ہنس دیا۔"دماغ نہیں دل بجبک")وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر سب نے یافا کو زندگی میں پہلی دفعہ پورے قد سے بھاگتے ہوئے دیکھا۔وہ ہر چیز کو فراموش کئے بس بھاگی چلی جارہی تھی۔اسے پہنچنا تھا اسے جلد پہنچنا تھا اس سے پہلے کہ وہ خواب حقیقت کا روپ دھارلے اسے کریم آفندی کو محسوس کرنا تھا اب کی بار وہ اسے جانے نہیں دے سکتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

----

lahore (Pakistan)

"میں بہت خوش ہوں آج!اس لئے نہیں کہ آپ یہاں آئے بلکہ اس لئے کہ ہماری قوم کے نوجوان مردہ یا اندھے نہیں ہیں۔انھیں حق نظر بھی آتا ہے اور یہ اس حق کا ساتھ

دینے کے لئے بڑی سے بڑی مشکلات کا سامنا بھی کرنا جانتے ہیں۔" نمل فاطمہ سٹیج پر موجود تمام لوگوں سے مخاطب

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

تھی۔ اس مارچ کی لاؤ کوریج کی جارہی تھی جس سے گھر میں موجود لوگ بھی اس کی بات بخوبی سن رہے تھے۔ انھیں لوگوں میں شیطانوں کا وہ ٹولہ بھی موجود تھا جس کے چہرہ پر نفرت ہی نفرت تھی۔ وہ صرف اپنی مرضی کے نتیجے کے منتظر یہ سب دیکھ رہے تھے۔ جب کہ ہر چیز سے لاعلم نمل کہہ رہی تھی "اپنے بس اس ضمیر کو نامردہ ہونے دینا ہے اور نا ہی خوفزدہ۔ اپنے مقابلہ کرنا ہے کیونکہ اگر یہ معاملہ آپ کے سامنے اجاگر ہوا ہے تو اس کا یہی مقصد ہے یا تو حق کا ساتھ دے کر روز آخرت اللہ کے سامنے سرخرو ہوں یا پھر باطل کا ساتھ دے کر یا ابھی خاموش رہ کر وہ جواب سوچ لیں جو روز محشر اللہ کو دینا ہے۔ میں آپ لوگوں کے سامنے وہی باتیں بلکل بھی نہیں دھراوں گی کہ فلسطین میں یہ ظلم ہو گیا وہ ہو گیا۔"

سب دم سادھے اس کی بات سن رہے تھے اتنے بڑے مجمع میں خاموشی تھی۔ اس کی آخری بات پر سب نے کچھ الجھ کر اس کو دیکھا جو مزید کہہ رہی

تھی" آج میں آپ کو ایک الگ رخ دیکھاو گی اور وہ رخ ہیں مجاہدین۔ حماس اور حزب اللہ کے بہادر مجاہدین جو ہر چیز کو پس پشت ڈال کر صرف اور صرف اپنے رب کی رضا کے لئے اپنے جیسے دوسرے مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی فراموش کر چکے ہیں کہ کون شیہ ہے اور کون سنی ہے۔ یاد ہے تو بس یہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ بتانے کا مقصد یہ ہے فیصلہ آپ لوگوں کو کرنا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس کی زبان کو چپ مجمع میں چلتی گولی نے لگائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

Palestine

وہ بھاگتی ہوئی ایک کوریڈور سے دوسرے کوریڈور میں آرہی تھی لیکن راستہ تھا کہ طویل سے طویل ہوتا جارہا تھا۔ وہ کبھی کسی انسان سے ٹکرا رہی تھی تو کبھی کسی دیوار سے آتے

جاتے لوگ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا یاد تھا تو بس اتنا کہ وہ منتظر ہے۔ اس نے اوٹی کے دروازے پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رک کر ایک طویل سانس کھینچی۔ کپکپاتا ہاتھ دروازے پر رکھا بہت سی ہمت مجتمع کر کے اپنے قدم اوٹی کے اندر رکھے۔ اس کے قدم جو پہلے پوری رفتار سے بھاگ رہے تھے اب منوں بوجھ تلے تھے چلنا شدید دوبھر تھا۔ وہ باری ایک ایک بیڈ کو دیکھتی جا رہی تھی ایک بیڈ پھر دوسرا پھر تیسرا وہاں مریضوں کی حالت ابتر تھی لیکن وہ وہاں نہیں تھا اس نے ایک ایک کر کہ سارے بیڈ دیکھ لئے لیکن وہ نظر نہیں آیا۔ وہ دل جو وصل کی راحتوں کے لئے بے قرار دگنی رفتار سے دھڑک رہا تھا ایک دفعہ پھر ہجر کا سوچ کر تڑپ اٹھا۔ اور اسی کے ساتھ یافا اپنے پورے قد سے گھٹنوں کے بل زمین پر گری۔ وہ رو رہی تھی ایک دفعہ پھر پوری شدت سے قرب سے اسے کوئی ہوش نہیں تھا ارد گرد کے لوگ اسے کن نظروں سے دیکھ رہے ہیں اسے اگر کچھ پتہ تھا تو صرف اتنا کہ کریم نہیں تھا۔ اور ایک یہ نا ہونا ہی اسے مار گیا تھا۔ اس کے ارد گرد جھمگٹا لگ گیا جسے چیرتے ہوئے اس کی اسسٹنٹ اس تک

ائی اور اس کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئ اس نے یافا کا تھاما تو یافا نے اس کی جانب دیکھا۔ "اٹھیں چلیں یہاں سے سب دیکھ رہے ہیں" اس نے یافا کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا لیکن یافا ویسے ہی بیٹھی رہی۔ "وہ نہیں ہے وہ نہیں ہے سب ہیں لیکن میرا کریم نہیں ہے" یافا کی بات سن کر اس نے کچھ الجھ کر اسے دیکھا۔ آیا وہ بات کس کی کر رہی تھی؟ وہ نشان تو میرے کریم کا تھا پھر کیوں نہیں ہے وہ؟ تم نے تو کہا تھا وہ ہے؟" اس کے" جملوں میں بے ربطگی تھی اور وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔ لیکن یافا کی نشان والی بات سے اس کے دماغ میں فوراً کچھ کلک ہوا۔ "آپ اس کیمیکل والے مریض کی بات کر رہی ہیں وہ تو اوپر ہے بتایا تو تھا آپ کو"۔ اس کی بات سن کر یافا نے کچھ حیرت کے تاثرات لئے اسے دیکھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اسٹنٹ نے زور سے یافا کا ہاتھ دبایا اور سر اثبات میں ہلایا۔ نرمی سے یافا کے چہرے سے آنسو صاف کئے۔ اور اسے آرام سے

اٹھا کر اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھائے۔یافا کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے پیچھے چلتی جا رہی تھی۔وہ ایک دروازہ کے سامنے آ کر رک گئ۔اور سر کے اشارے سے یافا کو آگے چلنے کا اشارہ کیا۔یافا کسی ٹرانس کی کیفیت میں چل رہی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں دل دعا گو تھا "اللہ بس اب یہ سراب نا ہو اب کی بار نہیں"۔وہ آ کر ایک بیڈ کے سامنے رک گئ اور آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

Lahore (Pakistan)

مجمع سے ایک گولی چلی اور سیکیورٹی فورسز کے ایک جوان کو لگی۔اور بس اس کے بعد کتنی گولیاں چلیں اور کس کس کو لگیں کچھ پتہ نہیں چلا۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔وہ طلبہ جو ابھی خاموش بیٹھے سن رہے تھے پلک جھپکنے سے بھی پہلے خون آلود میت میں تبدیل ہو گئے۔ انھیں میں وہ بھی شامل تھی جو ابھی اپنی باتوں سے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیئے ہوئے

تھی سینے میں لگنے والی گولی کی وجہ سے بے سدہ پڑی تھی۔

"ناظرین آپ کو اطلاع دیتے چلیں کہ مشتعل طلبہ نے گولی چلا کر اہلکار کو قتل کر دیا اور اب وہ مجمع جو ہمارے فلسطینی بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے اکھٹا ہوا تھا انتہائی پسند نوجوانوں کی وجہ سے خون میں لت پت ہے"۔ نیوز اینکر چیخ چیخ کر بغیر حقیقت جانے عوام کو بیوقوف بنانے میں مصروف تھی۔ یہ منظر اسی ڈرائنگ روم کا تھا جہاں کچھ دیر پہلے موجود شیطانوں کے چہروں پر غصہ تھا اب وہاں مسکراہٹ تھی۔ گہری مسکراہٹ۔ "فاروق صاحب ہمیں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا یہ تو خود ہی اپنے دشمن نکلے۔" ایم این اے فاروق نے استہزایہ انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر فاروق حیدر کا مقروح قہقہہ گونجا۔ "قیوم صاحب آپ سے اس بیوقوف عوام جیسی امید نہیں تھی"۔ پروفیسر جلیل کی بات سن کر قیوم

صاحب نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔ "ایم این صاحب حملہ ایسا کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔ یہ جو پہلی گولی چلائی گئی ہے یہ میں نے چلوائی ہے"۔ فاروق حیدر نے غرور سے کہا۔ ایم این اے قیوم اور باقی سب نے سوائے پروفیسر جلیل کے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔ "حکومت نے نا ہی انھیں روکا اور نا ہی کوئی رکاوٹ پیدا کی بلکہ بولنے کا حق دیا لیکن چہ چہ ان طلبہ نے کیا کیا۔" ان سب کی شکل دیکھ کر پروفیسر جلیل نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ بات سمجھ آنے پر ان سب کے چہروں پر بھی وہی مکروع مسکراہٹ تھی۔ "خدا بخش احمر کو فون کرو اور اس سے کہو جتنا ہو سکے اس خبر خو بڑھائے اور اس کے بعد روپیہ سستا اور پیٹرول مہنگا ہونے کے امکانات ہیں۔ عوام کے دماغ کو اتنا مفلوج کر دو کہ وہ اپنے مسئلوں سے ہی نا نکلیں پھر کونسا اور کہاں کا فلسطین"۔ فاروق حیدر نے اپنے سیکرٹری سے کہا جو جی اچھا کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

Palestine

یافا نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ سامنے موجود منظر دیکھ کر دل اتنی زور سے دھڑکا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔ یافا نے پہلے کبھی اس سے خوبصورت منظر نہیں دیکھا تھا یا شاید اس سے زیادہ خوبصورت اسے کوئی منظر لگا ہی نہیں تھا۔ وہ کریم آفندی تھا اس کا کریم۔ مختلف طرح کی مشینوں میں جکڑا اس کا وجود لاغر اور نحیف تھا۔ وہ خوبصورت چہرہ اس قدر کمزور تھا کہ جیسے گالوں پر ہڈیوں کے سوا کچھ بچا ہی نا ہو۔ دونوں ہاتھوں کے ناخن غائب تھے۔ یافا کریم کی حالت دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ کریم کا سوچ سوچ کر اس کا دل پھٹنے قریب تھا۔ وہ مسلسل روئی جا رہی تھی جبکہ دھیمی سی پکار اس کے کانوں سے ٹکرائی اس نے چونک کر سامنے دیکھا جہاں کریم ہلکی سی کھلی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ یافا یکٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کا

دماغ کریم کی آواز کو پراسس کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب ایک دفعہ پھر کریم کا دھیما محبت سے گوندھا لہجہ اس کے کانوں سے ٹکرایا۔ اس نے اپنے قدم کریم کے سر کی جانب بڑھائے۔ اس کا ایک ایک قدم کریم آفندی کو اپنے دل پر پڑتا محسوس کو رہا تھا جب وہ بلکل اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ یافا نظریں جھکائے خاموش کھڑی تھی۔ کریم بھی مکمل خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جانے کتنے لمحے اسی خاموشی سے گزر گئے جب کریم کی آواز پر یافا نے اسے دیکھا۔ "تم خواب ہو خیال ہو یا پھر سراب ہو"۔ کریم کے جملے پر یافا کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ "یہ آنکھوں کی نمی بتا رہی ہے کہ تم حقیقت ہو"۔ یافا نے بنا کریم کے جسم سے جکڑی مشینوں کی پرواہ کئے اپنا سر کریم لے سینے پر رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگی۔ کریم بھی بے آواز رونے لگا۔ کتنے ہی پل یافا شدت سے کریم کی قمیض تھامے روتی رہی۔ کیا کیا نا تھا اس کے رونے میں ہجر کی سختیاں، ملن کی

آس، تڑپ، حزن، پندرہ سال۔ وہ سارے غم بھا دینا چاہتی تھی۔ کریم نے اسے رونے دیا لیکن وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ "مجھے تکلیف ہو رہی ہے یافا" آخر اسے کہنا ہی پڑا۔ یافا کچھ شرمندگی سے اوپر ہونے لگی لیکن کریم نے اسے بازو سے پکڑ کر روک دیا۔ مجھے تمہارے رونے سے تکلیف ہوتی ہے یافا۔ تم پچھلے پندرہ سالوں میں جب جب مجھ سے " ملنے ائی ہستی مسکراتی آئی لیکن تم سے بچھڑنے کی تکلیف ہر راحت پر غالب تھی۔ آج جب تم قریب ہو دسترس میں ہو تو کیوں تکلیف دے رہی ہو جیبی" کریم نرم لہجہ میں یافا کے سر پر آرام سے ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا۔ یافا سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ کیا کہہ رہا ہے وہ بس اس کے ہونے کو محسوس کر رہی تھی۔ " کریم تمہیں دیکھ کر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھے بصیرت عطا کر دی گئ ہو۔ تمہاری آواز سن کر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں پچھلے پندرہ سالوں سے سماعت سے محروم تھی۔ تمہیں محسوس کر کے

Clubb of Quality Content!

مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میرے ہاتھوں کو آج یہ ہس عطا کی گئی ہے "یافا آنکھوں میں نمی لئے کہہ رہی تھی۔ کریم نے یافا کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا کچھ پل اسے محسوس کیا اور پھر یافا کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگا

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ 55:16

اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842